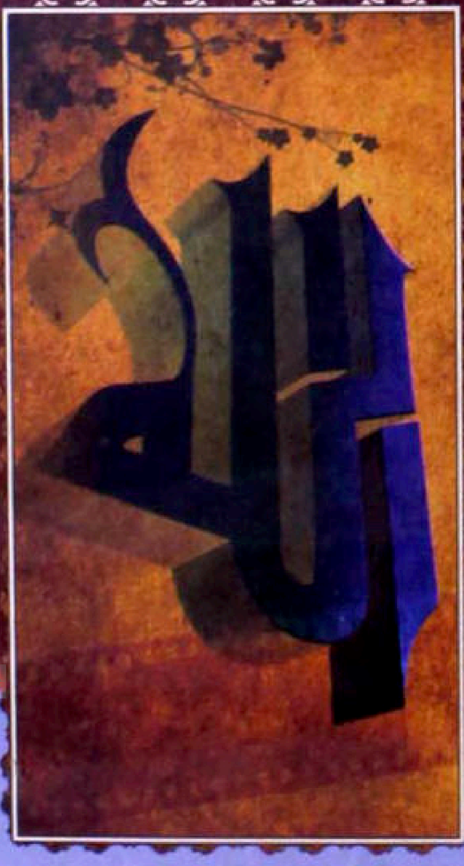
حُجّۃُ اللہِ البَالِغہ

اُردو





مؤلف
حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم
مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد رحمہما اللہ

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA

آیاتُ اللہِ الکامِلَۃ

اُردو ترجمہ

حُجّۃُ اللہِ البالِغہ

مؤلّفہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم

مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد رحمہما اللہ

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب — حجۃ اللہ البالغہ

مؤلفہ — حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم — مولانا خلیل احمد بن مولانا سراج احمد رحمہما اللہ

مطبع — علی اعجاز پرنٹرز

ناشر — مکتبہ رحمانیہ

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

باب ۵۵

حقيقة النبوة وخواصها

نبوت کی حقیقت اور اس کے خواص کے بیان میں

معلوم کرو کہ انسانی طبقوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے لوگ مفہمین ہیں یہ لوگ اہل اصلاح ہوتے ہیں ان کی ملکی قوت نہایت بلند ہوتی ہے ان لوگوں سے یہ ہوسکتا ہے کہ حقانی خواہش سے کوئی انتظام مقصود قائم کریں ملاء اعلیٰ کی جانب سے ان پر علوم اور الٰہی حالات وارد ہوتے ہیں مفہمین کی سیرت میں یہ امور داخل ہوتے ہیں ان کے مزاج اور خلقت اور خلق میں اعتدال اور تناسب ہوتا ہے ان میں جزئی رایوں کی وجہ سے بے تابی نہیں ہوتی اور نہ ایسے پرلے درجہ کی ذکاوت ہوتی ہے کہ کلی سے جزئی کو اور روح سے صورت کو معلوم کر سکیں۔ نہ ایسی عبادت ہوتی ہے کہ جزئی سے کلی کی طرف اور صورت سے روح کی جانب منتقل نہ ہوسکیں۔ سب لوگوں سے زیادہ وہ جادۂ راست کا پابند ہوتا ہے عبادت میں اس کی نہایت پسندیدہ شان ہوتی ہے لوگوں کے معاملات میں انصاف پسند ہوتا ہے۔ تدابیر کلی کو ہمیشہ پسند کرتا ہے منفعت عام کا ہمیشہ راغب رہتا ہے کسی کو بالطبع ایذا نہیں دیتا ہاں اگر تکلیف اور ایذا پر عام نفع موقوف ہو یا نفع عام کو ایذاء لازم ہو تو البتہ اس سے ایذا پہنچ سکتی ہے عالم غیب کی جانب ہمیشہ اس کا میلان رہتا ہے اثر اس کی گفتگو میں اس کے چہرہ میں اور اس کی تمام حالتوں میں محسوس ہوتے رہتے ہیں اس کے ہر ایک پہلو سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم غیب سے اس کو تائید پہنچتی ہے۔ ادنیٰ ریاضت سے اس کو ایسا قرب اور تسکین حاصل ہوتی ہے جو اور کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ مفہمیں کی قسمیں اور استعدادیں مختلف ہوا کرتی ہیں جس کی اکثر یہ حالت ہو کہ اللہ کی جانب سے ان علوم کو اخذ کرتا رہے جن سے عبادتوں کے ذریعہ سے نفس میں تہذیب پیدا ہوتی ہے اس کو کامل کہتے ہیں اور جو اکثر اخلاق کامل اور تدبیر منزل کے علوم کو اخذ کرے اس کو حکیم کہتے ہیں اور اکثر انتظامات کلی کو حاصل کر کے لوگوں میں عدل اور انصاف قائم کرے اور ان سے اوروں کی جور و تعدی کو دفع کرے۔ اس کا نام خلیفہ ہے اور جس کو ملاء اعلیٰ کی حضوری ہو یہ فرشتے اس کو تعلیم دیں۔ اس سے خطاب کریں۔ اس کو وہ آنکھوں سے نظر آئیں اور مختلف قسم کی کرامتیں اس سے ظاہر ہوں اس کا نام مؤید بروح القدس ہے اور جس کی زبان اور دل پر نور ہوں لوگوں کو وہ اپنی صحبت اور مواعظ سے نفع پہنچائے اور پھر وہی تسلی اور نور اس کے خاص صحابہ اور حوارئین میں منتقل ہو وہ اس کی برکت سے کمالی درجات تک پہنچ جائیں اس کو ان کی ہدایت اور رہبری کی نہایت ہی حرص ہو اس کو ہادی مزکی کہتے ہیں اور جس کا بڑا حصہ علمی مذہب کے قواعد اور مصالح ہوں۔ وہ اس کا زیادہ مشتاق ہو کہ ان علوم کو قائم کرے جو محو ہو گئے ہیں۔ اس کو امام کہتے ہیں اور جس کے دل میں القا کیا گیا ہو کہ لوگوں کو ان مصائب اور صدقات کا حال بتادے۔ جو دنیا میں ان کے لیے مقدر ہوں یا کسی قوم کے ملعون اور مردود ہونے کو معلوم کر کے ان کو اس کی اطلاع دے یا بعض اوقات تجرید نفس کی حالت میں ان واقعات کو اس نے معلوم کیا جو قبر اور حشر میں لوگوں کو پیش

آنے والے ہیں اور یہ اس قسم کے حالات ان کو بتائے اس کو منذر کہتے ہیں۔ جب حکمت الٰہی کا اقتضاء ہوتا ہے کہ کسی مفہم کو لوگوں کی طرف بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے باعث سے لوگوں کو ظلمتوں سے نور کی طرف نکالتا ہے بندوں پر اللہ کا فرض ہوتا ہے کہ اپنی زبانوں اور دلوں سے اس کے آگے سر بہ تسلیم ہوں ملاء اعلیٰ کو اس کی تاکید ہوتی ہے کہ اس کے فرمان پذیروں سے خوشنود ہو کر ان کے شریک رہیں اور مخالفوں سے ناخوش ہو کر ان سے علیحدگی کریں اللہ لوگوں کو اس کی اطلاع کرتا ہے ان پر اس کی اطاعت واجب کرتا ہے ایسا شخص نبی ہوتا ہے اور تمام انبیاء سے سب سے زیادہ عزوشان والا وہ ہی ہے۔ جس میں ایک اور ہی قسم کی بعثت ہوتی ہے اس کی نسبت مراد الٰہی یہ ہوتی ہے کہ لوگ زندگی کی تیرگیوں سے نکل کر نورانیت اپنے اندر پیدا کرلیں اور اس کی قوم عام لوگوں کے لیے رہبر بنے اسی طرح پر گویا اس نبی کی بعثت میں ایک دوسری قسم کی بعثت ہوا کرتی ہے پہلی حالت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے: ﴿**هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ .. الخ**﴾ (اللہ ہی نے ان پڑھوں میں ان میں سے ایک نبی بھیجا) اور دوسری حالت کی طرف اللہ کے قول: ﴿**کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**﴾ میں اشارہ ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: **فانما بعثتم میسرین ولم تبعثو معسرین** . (تم لوگوں میں آسانیاں بڑھانے کو پیدا ہوئے ہو نہ دشواریاں بڑھانے کو) ہمارے پیغمبر ﷺ میں مفہمین کے تمام کمالات بالاستیعاب جمع تھے اور دونوں نعمتوں میں سے کامل حصہ آپ کو حاصل تھا اور جو انبیاء علیہم السلام جو آپؐ سے پیشتر گزرے تھے ان کو نبوت میں صرف ایک یا دو فن حاصل تھے اور معلوم کرنا چاہیے کہ حکمت الٰہیہ کی بعثت کی اس لیے مقتضی ہوا کرتی ہے کہ لوگوں کی اضافی اور قابل اعتبار بہتری تدابیر بعثت میں ہی منحصر ہوا کرتی ہے۔ اور اس بہتری کی اصلی حقیقت کا علم گو صرف علام الغیوب کو ہی ہوتا ہے لیکن اتنا ہم بھی یقیناً جانتے ہیں کہ ضرور انبیاء کے مبعوث کرنے کے لیے ایسے ایسے اسباب ہوا کرتے ہیں۔ جو بعثت سے تخلف نہیں کیا کرتے۔ انبیاء کی پیروی لوگوں پر اسی لیے فرض کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ کسی قوم کی درستی اور خوبی اس میں ہی ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں اور اس کی عبادت کریں لیکن ان کے نفوس اس قابل نہیں ہوا کرتے کہ وہ خود علوم الٰہی کو اخذ کریں ان کے حال کی درستی اس میں ہوتی ہے کہ وہ نبی کا اتباع کریں۔ اس لیے اللہ خطیرۃ القدس میں مقرر فرماتا ہے کہ نبی کا اتباع واجب ہے وہاں اس امر کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس کے مختلف طریقے ہیں کبھی تو بعثت کا وقت خاص دولت اور قوت کے غلبہ کا اور دیگر طاقتوں کے سرنگوں کرنے کا زمانہ ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی بعثت کرتا ہے جو اس دولت اور طاقت والوں کے دین کو درست کردے۔ جیسے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت۔ یا اللہ تعالیٰ مقدر کرتا ہے کہ کسی قوم کو باقی رکھے اور لوگوں پر ان کو برگزیدہ کرے۔ اس لیے ایسے شخص کو مبعوث کرتا ہے جو ان کی کجی کو رفع کردے اور ان کو کتاب الٰہی کی تعلیم دے۔ جیسے سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت یا ان امور کا نظم و نسق ہوتا ہے جو کسی قوم کے واسطے مقدر ہوتے ہیں کہ ان کی دولت یا مذہب جس کی کسی مجدد کے ذریعہ سے اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے باقی رکھی جائیں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی ایک جماعت کی یہی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے دشمنوں پر ظفر مندی کو مقدر کیا تھا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ**﴾ (اے پیغمبر بندوں کے لیے ہمارا قول پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ وہ ہمیشہ فتح مند رہیں گے اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو کر

رہے گا) ان انبیاء کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں جو اتمام حجت کے لیے پیدا کیے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور جب کوئی نبی مبعوث ہو تو ان لوگوں پر جن کی جانب وہ مبعوث ہوا ہے فرض ہے کہ گو وہ راہ راست پر ہی کیوں نہ ہوں لیکن اس نبی کا سب اتباع کریں۔ اس لیے کہ ایسے بلند رتبہ شخص سے سرتابی سے ملاء اعلیٰ کی لعنت اور ذلت و رسوائی پیدا ہوا کرتی ہے نبی کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے حضور میں تقرب خود حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسی سرکشی کی حالت میں ان کی تمام کوششیں رائیگاں ہو جایا کرتی ہیں ان کے مرنے کے بعد چاروں طرف سے ان کے دلوں کو لعنت گھیر لیتی ہے: **علی ان هذا صورة مفروضة غير واقعه**.(تم کو یہود کی حالت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے انہوں نے دین میں کیسی کیسی زیادتیاں اور کتاب الٰہی میں کیسی تحریف کی تھی اس لیے سب لوگوں سے زیادہ ان کے لیے پیغمبر کی بعثت کی ضرورت تھی اور پیغمبروں کے بھیجنے سے اللہ کی حجت لوگوں کے مقابلے میں اس لیے ثابت ہوتی ہے کہ اکثر لوگوں کی پیدائش اس قابل نہیں ہوا کرتی کہ وہ بلا واسطہ مفید اور مضر امور کو حاصل کر سکیں بلکہ ان کی استعداد ضعیف ہوتی ہے۔ انبیاء کے بتانے اور خبر دینے سے اس کو قوت پہنچتی ہے اور نیز ایسے ایسے خراب اور فاسد امور جمع ہو جاتے ہیں کہ بغیر جبر اور دلیل کے دفع نہیں ہو سکتے لوگ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ان کے اعمال کی باز پرس کی جائے تب بعض اسباب علوی اور سفلی کے جمع ہونے کے بعد لطف خداوندی کا اقتضا ہوتا ہے کہ کسی قوم میں سے نہایت ذی شخص پر وحی کرے کہ لوگوں کو حق کی جانب رہنمائی کرے اور راہ راست کی جانب ان کو بلائے۔ اس لیے نبی کا حال رہبری کے بارہ میں ایسا ہوتا ہے جیسے کسی مالک کے غلام بیمار ہو جائیں اور وہ مالک اپنے خواص میں سے کسی کو حکم دے کہ ان کو دوا پلاؤ خواہ وہ خوشی سے پئیں یا ناگواری اور خوشی سے اس وقت میں اگر یہ شخص ان کو دوا پینے پر مجبور بھی کرے گا تاہم حق پر ہوگا لیکن پوری مہربانی اس کی مقتضی ہے کہ اولاً ان کو بتادے کہ تم بیمار ہو اور یہ دوا تم کو نفع دے گی اور ان کے سامنے خلاف عادت و معمول ایسے افعال بھی ظاہر کرے جن سے ان کے دلوں میں بخوبی بیٹھ جائے کہ وہ اپنے اقوال میں بالکل سچا ہے اور نیز اس کو مناسب ہے کہ اس دوا میں کوئی شیریں جز بھی ملا دے ان امور کے بعد وہ اس کے احکام کی بجا آوری اپنی بصیرت اور رغبت سے کریں گے۔ اسی وجہ سے معجزات اور قبولیت دعا وغیرہ اصل نبوت سے محض خارج اور علیحدہ ہیں ہاں اکثر حالتوں میں لازم ضرور ہوا کرتے ہیں اور بڑے بڑے معجزات کا ظہور اکثر تین اسباب سے ہوا کرتا ہے۔ ❶ کوئی نبی مفہمین کے رتبہ کا ہوتا ہے اس وجہ سے بعض بعض حوادث اس کو ظاہر ہو جایا کرتے ہیں اور یہ ظہور دعاؤں کی قبولیت اور ان امور میں موجب برکات ہو جاتا ہے جس کے لیے برکت کی دعا کی جاتی ہے اور جس کے لیے برکت کی دعا کی جاتی ہے اور برکت کے ہونے کی بھی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ کبھی کسی شئے کا نفع زیادہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً اعداء کے خیال میں لشکر کی کثرت متمثل ہوتی ہے اس لیے وہ بزدل ہو جاتے ہیں یا طبیعت غذا کو خلط صالح بنا دیتی ہے اس سے ایسا اثر ہوتا ہے گویا اس غذا سے دو چند زیادہ تناول کی ہے اور کبھی خود اصل شئے ہی بڑھ جاتی ہے اس طرح پر کہ کسی صورت کے مادہ ہوائی میں کوئی قوت مثالی حلول کرتی ہے اور اس کو بدل دیتی ہے ان اسباب کے علاوہ اور بھی اسباب ظہور برکات کے ہوتے ہیں جن کا شمار کرنا دشوار ہے۔ ❷ سبب ظہور معجزات کا یہ ہوتا ہے کہ ملاء اعلیٰ متفق ہو کر نبی کے احکام جاری کرنا چاہتے ہیں اس وجہ سے الہامات اور انتقالات اور تقریبات پیش آتے ہیں جو پہلی حالت کی نسبت محض غیر معمولی ہوتے ہیں اس لیے نبی کے احباب ظفر مند اور اعدا خوار و خراب ہوتے ہیں اور حکم